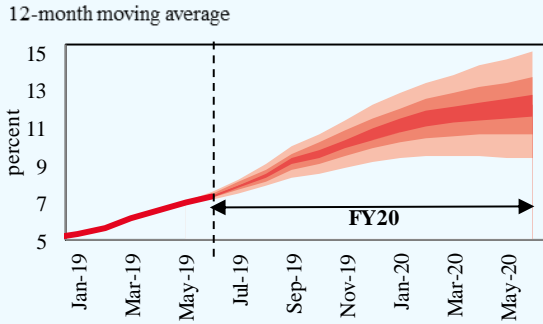


3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

گذشتہ ڈیڑھ سال کے دوران کئی اقتصادی استحکام کے لیے کیے گئے اقدامات مالی سال 20ء کے آتے آتے بڑی حد تک کامیاب رہے چنانچہ معیشت میں طلب کے دباؤ پر قابو پایا گیا۔ تاہم مہنگائی پر قابو پانا خاص طور پر ان عوامل کی بنا پر مشکل ثابت ہوا: (i) شرح مبادلہ میں کمی اور توانائی کے نرخوں میں معقولیت لانے کے سبب لاگت کا بڑھتا ہوا دباؤ، (ii) گذشتہ سال بڑا مالیاتی خسارہ اور مرکزی بینک کے ذریعے اس کی مالکاری، اور (iii) چوتھی سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی میں تیزی سے ہونے والا اضافہ۔ مالی سال 19ء کی ہر اگلی سہ ماہی نے صارف اشاریہ قیمت عمومی مہنگائی میں پہلے سے زیادہ اضافہ کیا، حتیٰ کہ اپریل تا جون 2019ء کے دوران وہ 8.9 فیصد تک جا پہنچی۔ نئے مالی سال کے آغاز پر (جولائی 2019ء) مالی سال 20ء کی مہنگائی کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی 11 سے 12 فیصد کی بلند حد پر پہنچ گئی جو نہ صرف سابقہ تخمینے سے زائد تھی (شکل 3.1) بلکہ وسط مدتی ہدف 5 تا 7 فیصد سے بھی اوپر تھی۔

شکل 3.1: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے تخمینے (جولائی 2019ء کی پیش گوئی)

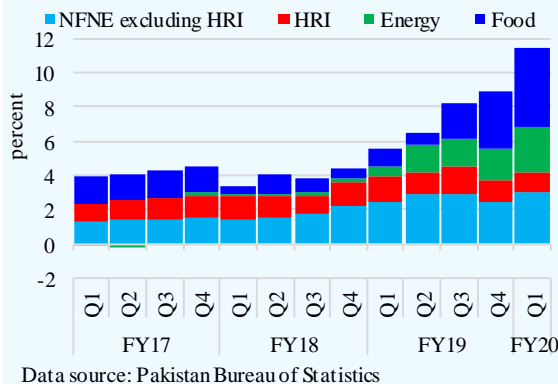


*Probability distribution of risks around the average forecast. Shades indicate various levels of confidence interval. Data source: SBP staff estimates

ان تخمینوں میں اُس اضافی دباؤ کا مفروضہ کئی طور پر استعمال کیا گیا تھا جو ان عوامل سے سامنے آئے تھے: گیس کے نرخوں میں 168 فیصد تک اضافے کی اوگرا کی طرف سے منظوری (جولائی 2019ء سے نافذ العمل)، بجٹ 20-2019ء میں ٹیکس نظام میں معقولیت لانے کے کئی اقدامات کا آغاز، اور شرح مبادلہ میں جو کمی مالی سال 19ء کے اواخر میں واقع ہوئی صارفین کو اس کی منتقلی کے متوقع اثرات۔ اگرچہ ان اقدامات سے قیمتوں میں صرف ایک بار

اضافہ ہونا تھا تاہم ان سے مہنگائی کی توقعات بھی ممکنہ طور پر مستحکم ہو سکتی تھیں۔ مزید برآں، حقیقی شرح سود میں مزید مطابقت درکار تھی تاکہ مہنگائی کی توقعات کو وسط مدتی ہدف کے قریب مستحکم رکھا جائے۔ چنانچہ زری پالیسی کمیٹی کا جولائی 2019ء میں اجلاس ہوا تو اس نے پالیسی ریٹ 100 بیسس پوائنٹس بڑھا دیا۔

شکل 3.2: صارف اشاریہ قیمت سال بسال مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

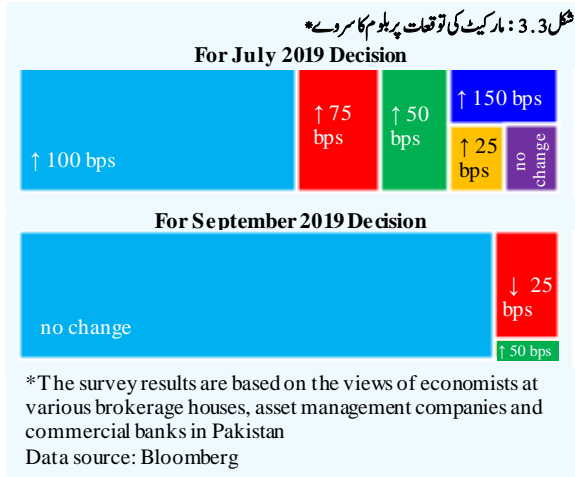


سہ ماہی جیسے جیسے آگے بڑھی مہنگائی پر اضافے کا دباؤ ویسے ویسے حقیقت بننے لگا۔ سب سے اونچی جست توانائی کی قیمت کے اشاریے میں دیکھی گئی جو دراصل قدرتی گیس کے نرخوں میں تیزی سے اضافے کے اثرات کی عکاسی تھی۔ صرف اس جست کے اثرات پوری سہ ماہی کے دوران مجموعی مہنگائی میں 1.6 فیصدی درجے اضافہ کر گئے (شکل 3.2)۔ جون 2019ء میں شرح مبادلہ میں ہونے والی کمی کے اثرات کی منتقلی نے بھی اپنا اثر دکھایا۔ اس نے نہ

صرف ایندھن کی قیمتوں (اور نتیجتاً ٹرانسپورٹ کے کرایوں) میں اضافہ کیا بلکہ خام مال کے اخراجات کا جو دباؤ موجود تھا اسے بھی مزید مستحکم کیا۔ دریں اثنا، ٹیکس نظام میں معقولیت لانے کے اقدامات کے تناظر میں متعدد ایشیا کی قیمتیں فوری طور پر بڑھتی دیکھی گئیں: (i) فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے نفاذ سے سگریٹ، خوردنی تیل / گھی، سیمنٹ، فولاد اور کاروں کی خوردہ قیمتیں بڑھ گئیں، (ii) ٹیکسٹائل صنعت کے لیے صفر شرح کا نظام ختم ہونے کی بنا پر کپڑوں کی قیمتیں بڑھ گئیں کیونکہ ٹیکسٹائل ایشیا بنانے والوں نے جنرل سیلز ٹیکس کے اثرات صارفین کو منتقل کر دیے، اور (iii) شکر پر کم جی ایس ٹی کا دور ختم ہونے سے اس کی خوردہ قیمتوں میں جزوی اضافہ ہو گیا۔ بجٹ کے ان اقدامات کے اثرات جولائی 2019ء میں درج کی گئی 2.3 فیصد ماہ بہ ماہ مہنگائی میں بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔

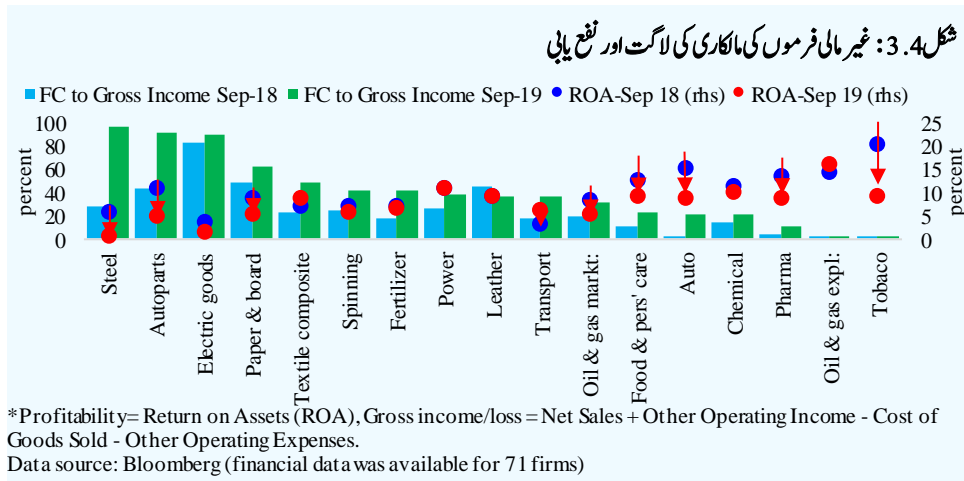
بعد کے مہینوں میں بھی عمومی مہنگائی کارجمان اور شدت بڑی حد تک وہی رہی جس کا تخمینہ اسٹیٹ بینک نے قبل ازیں لگایا تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ توازن ادائیگی میں بہتری (جس سے مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ میں استحکام پیدا ہوا) اور حکومت کی جانب سے مالیاتی نظم و ضبط کی پابندی دونوں نے مہنگائی میں اضافے کے ممکنہ خطرات کو دور کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی ستمبر 2019ء میں مہنگائی کی پیش گوئی کم و بیش وہی رہی جو جولائی 2019ء میں رہی تھی۔ ان تبدیلیوں کے پیش نظر زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر 2019ء کے اپنے اجلاس میں پالیسی ریٹ جوں کا توں رکھا۔

بین البینک منڈی کے لیے یہ فیصلہ حیران کن نہیں تھا کیونکہ جولائی 2019ء کے فیصلے کے بعد مزید زری سختی کی توقعات بڑی حد تک دم توڑ گئی تھیں۔ بینک ٹریڈرز اور فنڈ منیجرز کے کئی سروے واضح طور پر ان توقعات کے عکاس تھے کہ شرح سود اپنی بلند ترین سطح کو پہنچ چکی (شکل 3.3)۔ یہ توقعات اس بات سے بھی ظاہر تھیں کہ پرائمری مارکیٹ میں طویل تر مدت کی سرکاری تسمکات کی طلب بڑھ رہی



تھی، اور یافت کی تفاوت سیکنڈری مارکیٹ میں منفی ہو گئے تھے۔ درحقیقت بینکوں کی گہری نظریں مالیاتی پوزیشن میں آنے والی بہتری اور میزانی مالکاری کے رجحان میں آنے والی نمایاں تبدیلی پر لگی ہوئی تھیں یعنی میزانی مالکاری کا بینکاری ذرائع سے دور ہو کر غیر بینکاری ذرائع کی طرف جانا۔ چنانچہ سرکاری تمسکات کی بیشتر نیلامیوں میں بینکوں نے حد سے زائد بولیاں لگائیں اور اپنی دستیاب سیالیت طویل مدتی معینہ آمدنی والے اثاثوں میں محفوظ کر لی۔

جہاں تک نجی کاروبار کا تعلق ہے، شرح ہائے سود بلند سطح پر برقرار رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ انہیں موجودہ سخت مالی صورت حال کو برداشت کرنا ہو گا۔ چونکہ شعبہ اشیا سازی میں محدود سرگرمی کی بنا پر قرضے کی طلب پہلے ہی کمزور تھی، بیشتر کاروباروں نے بینک قرضہ لینے سے گریز کیا حتیٰ کہ سیالیت کی اپنی قلیل مدتی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی قرضہ نہ لیا۔ گذشتہ سال تیار شدہ اشیا کے ذخائر بڑھ جانے کی بنا پر نقد رقوم کے بہاؤ میں رکاوٹیں آنے اور خام مال کے اخراجات بڑھنے سے بہت سی فرموں کو اضافی لیوراجیہ (leveraging) کی طرف جانا پڑا تھا، تاہم مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کے ساڑھے 7 سالہ بلند ترین سطحوں کے قریب



جدول 3.1: پہلی سہ ماہی میں زری مجموعے کا

ارب روپے

شرح نمو فیصد میں		اسٹاک میں مطلق فرق		زر (الف+ب)
م 20ء	م 19ء	م 20ء	م 19ء	
0.6	0.1	105.2	22.4	زر (الف+ب)
17.3	-71.3	260.4	-148.5	الف۔ خالص بیرونی اثاثے*
-0.8	1.1	-155.3	171.0	ب۔ خالص ملکی اثاثے
1.3	0.9	156.0	84.6	بیرانی قرض گیری**
-23.7	42.0	-1,586.9	1,518.3	اسٹیٹ بینک
35.5	-24.8	1,742.9	-1,433.7	جدولی بینک
-2.1	-1.3	-15.6	-10.8	اجناسی کارروائیاں
-0.3	2.1	-16.9	127.9	نجی شعبہ
-0.1	5.8	-2.0	60.7	سرکاری شعبے کے ادارے
-25.0	-8.9	-276.0	-91.8	دیگر اجزا
-3.2	-0.6	-207.4	-31.0	زر بنیاد

ع: عبوری

* جون 2019ء کے اختتام پر واجب الادا اسٹاک 1,507.1- ارب روپے اور ستمبر 2019ء کے اختتام پر 1,246.6- ارب روپے تھا۔

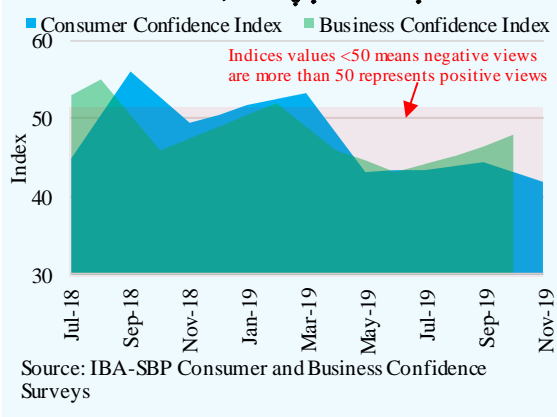
** یہ اعداد واجب الوصول بنیاد پر ہیں۔ جدول 4.1 میں دی گئی نقد بینک فنانسنگ کے مطابق نہیں ہیں۔
ماخذ: بینک دولت پاکستان

رہنے کی بنا پر (ماسوائے فولاد اور کار ساز اداروں کے) فرموں کے لیے مشکل ہو گیا کہ سیالیت کی ضروریات بینک قرضے سے پوری کر سکیں۔ مالکاری کی لاگت نے فرموں کا خام منافع کم کرنا شروع کر دیا تھا جو کمزور طلب والے حالات کی بنا پر پہلے ہی دباؤ میں تھے (شکل 3.4)۔ چنانچہ متعدد شعبوں نے قرضہ اتارنے کو ترجیح دی، تاہم جاری سرمائے کی تازہ سہولت کے لیے بھی کچھ درخواستیں بینکوں کو موصول ہوئیں۔ بحیثیت مجموعی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کے قرضے کی خالص ادائیگی 16.9 ارب روپے رہی۔ معینہ سرمایہ کاری بھی ماند رہی کیونکہ کاروباروں اور صارفین میں اعتماد کا فقدان پایا گیا (شکل 3.5)۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زری سبج میں 105.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 22.4 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 3.1)۔ گذشتہ تین سال کے رجحان کے برعکس اس سال تمام اضافہ بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں آنے والی بہتری کی بنا پر ہوا جس سے ملک کے توازن ادائیگی میں بہتری اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی پہلی قسط موصول ہونے کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسا

شکل 3.5: آئی بی اے۔ ایس بی پی اپنی اعتماد سروے



پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء

جدول 3.2: پہلی سہ ماہی میں ڈپازٹس میں فرق بلحاظ شعبہ*			
فیصد	ارب روپے		
جون 2019ء میں	م 19ء	م 20ء	
100.0	1.6	-193.4	مجموعہ جس میں ہے:
14.8	-48.0	-88.9	I- سرکاری
6.1	24.8	42.0	II- غیر مالی سرکاری ادارے
3.2	13.8	27.1	III- غیر بینک مالی ادارے
21.5	-60.5	-135.6	IV- نجی شعبے کے کاروباری ادارے
49.2	106.0	-29.1	V- نجی
12.4	34.2	-29.3	الف- تنخواہ دار افراد
21.4	11.1	-14.6	ب- ذاتی کاروبار
15.5	60.8	14.9	ج- دیگر ذاتی
0.5	-4.2	-30.3	VI- دیگر

* جولائی 2019ء کے بعد سے اسٹیٹ بینک نے آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی اختیار کر لی، چنانچہ م س 19ء اور م س 20ء کے شعبہ دار اعداد و شمار کا پوری طرح موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

پہلی بار ہو گا کہ حکومت توازن ادائیگی میں مدد کے لیے آئی ایم ایف کی قرض گاری کو اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے بھی استعمال کرے گی (چنانچہ یہ حکومت کے لیے واجبات سمجھے جائیں گے، نہ کہ مرکزی بینک کے)۔¹ خالص بیرونی اثاثوں کے برعکس، بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں کمی آگئی، کیونکہ خالص میزانی قرض گیریوں میں (مجموعی بنیادوں پر) اضافہ نجی شعبے کی طرف سے قرضے کی ادائیگی اور اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافے کی بنا پر (دیگر اجزا کو نکالنے سے جس میں کمی آئی) بخوبی زائل ہو گیا۔

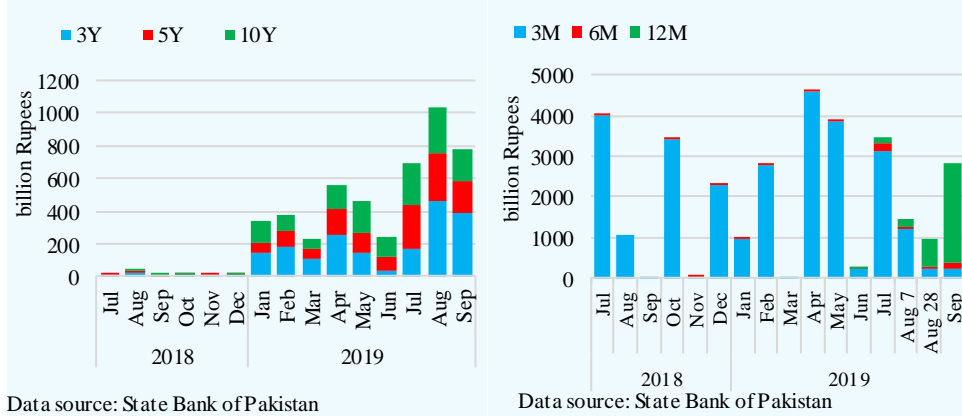
جہاں تک واجبات کا تعلق ہے تو زیر گردش کرنسی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 5.8 فیصد بڑھی جو پانچ سہ ماہیوں کی بلند سطح ہے۔ کمرشل بینکوں کے ڈپازٹ 1.4 فیصد گر گئے جبکہ مجموعی طور پر کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ کر اب تک کی بلند ترین سطح 42.0 فیصد (اوسطاً) تک جا پہنچا۔ اس کی وجہ مہنگائی کی موجودہ بلند سطح کے علاوہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ملک میں بڑھی ہوئی مالی جانچ کاروباروں اور گھرانوں کے اندیشوں میں اضافہ کر رہی ہے۔ کاروباری ادارے گزشتہ تین سال میں بینک سے باہر تصفیے کو پہلی ترجیح دیتے آئے ہیں تاکہ بذریعہ بینک لین دین پر وہ لوڈنگ ٹیکس سے بچا جاسکے۔ تاہم اب جبکہ ٹیکس حکام کی جانب سے ڈپازٹس اور بینکاری لین دین کے اعداد و شمار کا استعمال بڑھ چکا ہے (تاکہ دولت مند افراد اور غیر رجسٹرڈ کاروباروں کا پتہ لگایا جاسکے)، نقد رقم کی بنیاد پر تصفیے کے رجحان میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ سخت مالی صورت حال نے فرموں اور گھرانوں کو ترغیب دی کہ وہ بینک ڈپازٹس کی شکل میں رکھی گئی اپنی بچتوں کو استعمال کر لیں (جدول 3.2)۔

¹ اس لیے یہ رقم اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کے تخمینے کے لیے زرمبادلہ کے ذخائر سے منہا نہیں کی جائے گی۔

سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ تقریباً نصف ہو گیا اور غیر بینک ذرائع سے مالکاری میں اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ بینک قرضے کے لیے حکومت کی طلب گذشتہ سال کی نسبت کم رہی۔ اگرچہ بینکوں سے خالص میزانی قرض گیری بحیثیت مجموعی گذشتہ سال سے بلند رہی تاہم اس کا واحد سبب اسٹیٹ بینک کی واجب الوصول سودی آمدنی² میں تیزی سے ہونے والا اضافہ تھا۔ یہ اضافہ ان عوامل کا نتیجہ تھا: (i) آخر جون 2018ء کے مقابلے میں آخر جون 2019ء پر سرکاری قرض گیری کا بلند اسٹاک، (ii) شرح ہائے سود کی بلند سطح، اور (iii) میعاد پر بیم اور سودی ادائیگی کا دورانیہ بدلنے کے اثرات جو آخر جون 2019ء پر قرضے کی نئی خاکہ بندی (debt re-profiling) کا نتیجہ تھی (جس میں ٹی بلوں کی جگہ طویل مدتی پی آئی بیز نے لے لی)۔ واجب الوصول سودی آمدنی کو ملا کر دیکھا جائے تو اسٹیٹ بینک کو حکومت کی خالص واپسی 1.8 ٹریلین روپے تھی جس نے حکومت کی کمرشل بینکوں سے 1.7 ٹریلین روپے کی خالص قرض گیری کو بخوبی زائل کر دیا۔ بحیثیت مجموعی حکومت نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکوں کو 123.0 ارب روپے نقد واپس کیے۔

میزانی قرض گیری کے ماخذ کے سلسلے میں بینکاری نظام میں ایک واضح تبدیلی دیکھی گئی۔ گذشتہ سال کے برعکس جب حکومت نے کمرشل بینکوں کا قرضہ اتارنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض گیری کی تھی، اس سال حکومت نے اسٹیٹ بینک کا قرضہ اتارنے کے لیے کمرشل بینکوں سے بھاری قرض گیری کی۔ اس تبدیلی کے دو بڑے اسباب ہو سکتے ہیں۔ اول، حکومت نے ای ایف ایف پر دو گرام کے تحت عزم کر رکھا تھا کہ وہ اپنا خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے قرضہ نہیں لے گی۔ یہ وعدہ محض سہ ماہی صفر قرض گیری کا ہدف حاصل کرنے تک محدود نہیں تھا بلکہ عرصیت پوری کرنے والے اسٹیٹ بینک کے قرضے کے اجراء ثانی سے بھی اسے باز رہنا تھا۔ دوم،

شکل 3.6 (الف): سہ ماہی 20ء میں ٹی بل کی بولیوں کا رجحان شکل 3.6 (ب): جولائی 2018ء سے پی آئی بی کی بولیوں کا رجحان



Data source: State Bank of Pakistan

Data source: State Bank of Pakistan

² واجب الوصول سودی آمدنی دراصل زرعی سروے میں میزانی قرض گیری کا ایک ذیلی جز ہے۔ تاہم نقد بنیاد پر میزانی قرض گیری کے نتیجے میں اسے شامل نہیں کیا جاتا۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کو حکومت کی واجب الوصول کی بنیاد پر خالص واپسی 1.6 ٹریلین روپے اور نقد بنیاد پر 1.8 ٹریلین روپے رہی۔

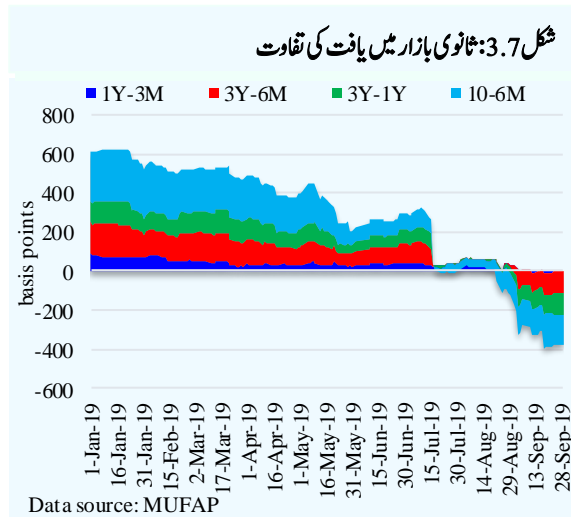
جدول 3.3: پی آئی بی خلیا کا خلاصہ (معیہ شرح)				
ارب روپے میں				
	قبولیت	پیشکش	عرصیت	ہدف
معیہ شرح				
سہ 1-م س 20ء	963.5	2,521.2	275.9	325.0
سہ 1-م س 19ء	20.6	65.2	461.1	150.0

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کی کمرشل بینکوں کی اپنی خواہش مستحکم رہی۔ خاص طور پر شرح سود بڑھنے کی ان کی توقعات بلند ترین سطح کو پہنچ چکی تھیں چنانچہ انہوں نے دستیاب سیالیت کو طویل مدتی سرکاری تمسکات میں لگا دیا۔ مارکیٹ کی توقعات میں یہ تبدیلی بنیادی نیلامیوں میں بولیوں کے انداز میں واضح طور پر

دیکھی جاسکتی تھی جن میں بینک طویل مدتی تمسکات کو نمایاں ترجیح دے رہے تھے (شکل 3.6 الف اور ب)۔

پی آئی بی کے معاملے میں بینکوں کی فعال شرکت م س 20ء کے آغاز سے دکھائی دے رہی تھی۔ پی آئی بی کی پہلی نیلامی چونکہ جولائی 2019ء میں پالیسی ریٹ 100 بی پی ایس بڑھنے کے بعد ہوئی تھی اس لیے مارکیٹ نے طویل مدتی بانڈز میں رقوم رکھنے کے لیے اس نیلامی



کو مناسب ترین وقت سمجھا۔ بعد میں آنے والی تقریباً تمام نیلامیوں میں بھی بینکوں کی پیشکشیں حکومت کے مقررہ اہداف سے بڑی حد تک زیادہ رہیں (جدول 3.3)۔ سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں پیشکشیں ماضی کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی بلند ترین رہیں۔ تاہم چونکہ قبولیت نسبتاً محدود رہی اس لیے تقریباً 1.5 ٹریلین روپے مالیت کی طلب پوری ہونے سے رہ گئی۔

جدولی بینکوں سے اتنی بلند طلب کے پیش نظر

حکومت نے اپنی پوزیشن کا یوراجیہ لیا اور مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 3 سالہ، 5 سالہ اور 10 سالہ پی آئی بی کے لیے قطع شرح سود بالترتیب 75 بی پی ایس، 130 بی پی ایس اور 145 بی پی ایس کم کر دی۔ ثانوی بازار میں بھی یافت کے تفاوت منفی ہو گئے کیونکہ طویل مدتی بانڈز کی طلب اور رسد کا فرق بہت بڑھ چکا تھا (شکل 3.7)۔ مارکیٹ کے شرح سود پر نقطہ نظر کے علاوہ بینکوں کی ان توقعات نے بھی

جدول 3.4: ٹی بی بل نیلامی کا خلاصہ		
تہذیب	پیشکش	ہدف
6,995.4	8,715.7	6,800.0
4,687.0	5,119.0	5,450.0
1,815.8	3,536.1	1,620.4
-973.6	-541.6	-210.6

مجموعی لحاظ سے

سہ 1- م س 20ء

سہ 1- م س 19ء

سہ 1- م س 20ء

سہ 1- م س 19ء

ماخذ: بینک دولت پاکستان

کہ طویل مدتی بانڈز کی آئندہ رسد کم رہے گی، ان وثیقہ جات کی طلب کو مزید مستحکم کر دیا۔ بالخصوص ٹیکس وصولی اور مجموعی مالیاتی پوزیشن میں بہتری آنے سے اور بقیہ سال میں بیرونی مالکاری بلند رہنے کے تخمینوں کے سبب یہ بات بینکوں کے لیے قابل فہم تھی کہ اگلے مہینوں میں پی آئی بی کی رسد پست رہے گی۔

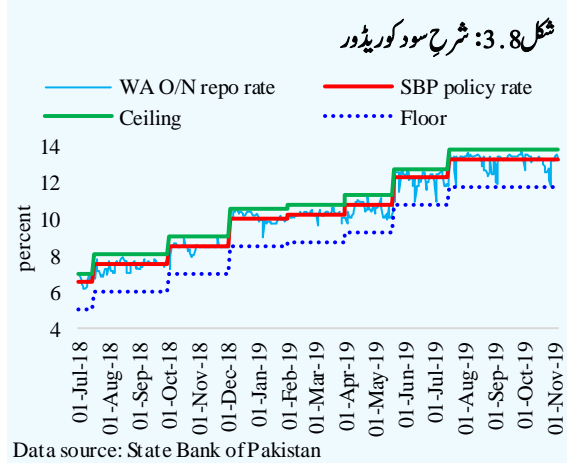
اسی طرح کارویہ ٹی بی بل کی نیلامیوں میں دیکھا گیا۔ اگست 2019ء کی پہلی نیلامی تک قلیل مدتی تمسکات یعنی 3 ماہی ٹی بی بل کے لیے بینکوں نے بولی دی۔ تاہم بعد کی تمام نیلامیوں میں ان کارویہ بدل گیا اور انہوں نے 12 ماہی ٹی بلوں کے لیے بھاری بولیاں دینا شروع کر دیں۔ حکومت نے ٹی بلوں سے عرصیتوں سے زائد بحیثیت مجموعی 1.8 ٹریلیں روپے جمع کیے (جدول 3.4)۔

ایک طرف ڈپازٹس سے رقوم نکلائی جا رہی تھیں اور دوسری طرف بینک سرکاری تمسکات کی نیلامی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے، چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بین الیمینک منڈی نے سیالیت کی نکاسی کے کئی ادوار دیکھے۔ اس قلت کا جزوی ازالہ نجی شعبے، سرکاری شعبے کے اداروں اور اجناس کی خریداری کے سرکاری اداروں کی طرف سے قرضوں کی خالص واپسی سے ہو گیا۔ سیالیت کی صورت حال کو مزید سہل بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے بین الیمینک منڈی میں اپنے ادخالات بڑھا دیے، چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازار کے واجب الادا سودوں کا اوسط حجم بڑھ کر 1.3 ٹریلیں روپے ہو گیا، جبکہ گذشتہ سال یہ اوسط 1.0 ٹریلیں روپے تھی اور گذشتہ سہ ماہی میں یہ اوسط منفی 247.4 ارب روپے (خالص انجذاب) تھی۔

جدول 3.5: ریپوبلک کیٹ کا خلاصہ		
سہ 1- م س 19ء	سہ 1- م س 20ء	حجم (ارب روپے میں):
-2,402.0	-308.8	انجذاب
12,825.9	19,673.1	ادخال
-146.5	-537.3	زیریں
491.9	515.0	بالائی

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس کے ساتھ ساتھ متعدد بار ایسا ہوا کہ شبینہ شرحوں کا اوسط انحراف پالیسی ریٹ سے 100 بیس پوائنٹس سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا (شکل 3.8)۔ اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ اسٹیٹ بینک بار بار انجذاب کرنے سے باز رہا اور رقوم کے متوقع اخراج کی بنیاد پر اس نے



مارکیٹ کو خود ہی معمول پر آنے کا موقع دیا۔ چنانچہ زیریں حد کی سہولت کا استعمال کمرشل بینکوں نے بڑھا دیا اور انہوں نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 537.3 ارب روپے رکھوائے جبکہ ایک سال قبل انہوں نے صرف 146.5 ارب روپے رکھوائے تھے (جدول 3.5)۔³ اس کے نتیجے میں بہ وزن اوسط شبینہ شرحیں کئی مواقع پر کم ہو گئیں۔

اجناس کی کارروائیاں

گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجناس کی کارروائیوں میں نسبتاً بلند خالص واپسی دیکھی گئی۔ اس میں اہم کردار گندم کا تھا کیونکہ کھاد اور شکر جیسی دوسری اجناس میں سہ ماہی کے دوران زیادہ استعمال درج کیا گیا (جدول 3.6)۔ جہاں تک گندم کا معاملہ ہے خریداری کے اہم اداروں نے اپنی سیالیت کی بہتر صورت حال کے سبب بینک قرضوں کی کافی رقم واپس کر دی۔ مارکیٹ میں موجود قلت اور قیمت کے دباؤ والے حالات میں یہ ادارے اجناس کا اجرا بڑھانے کے قابل تھے۔

جدول 3.6: پہلی سہ ماہی میں اجناس کی کارروائی

بہاؤ ارب روپے میں

م 20ء	م 19ء	
-18.5	-12.4	گندم
-0.8	0.0	چاول
1.8	0.6	کھاد
1.9	0.9	شکر
0.0	0.0	کپاس
-15.6	-10.8	مجموعہ

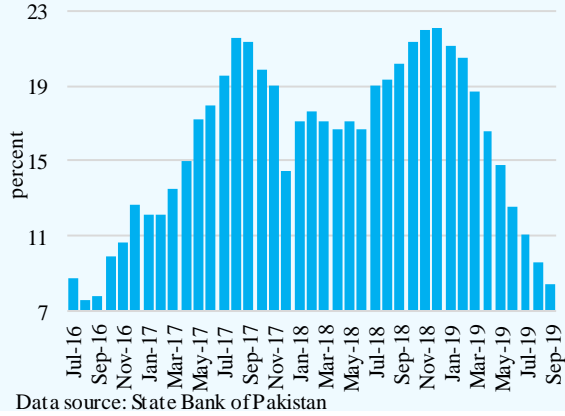
ماخذ: بینک دولت پاکستان

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی سے نجی شعبے کے قرضوں کی جو رفتار دہمی پڑ گئی تھی وہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھی جاری رہی۔ نجی کاروباری اداروں نے سہ ماہی کے دوران بحیثیت مجموعی 85.4 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 99.0 ارب روپے لیے تھے (شکل 3.9)۔

³ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کی زیریں سہولت 46 بار استعمال کی گئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں صرف 17 بار استعمال کی گئی تھی۔

شکل 3.9: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضوں کے اسٹاک میں سال بسال تبدیلی

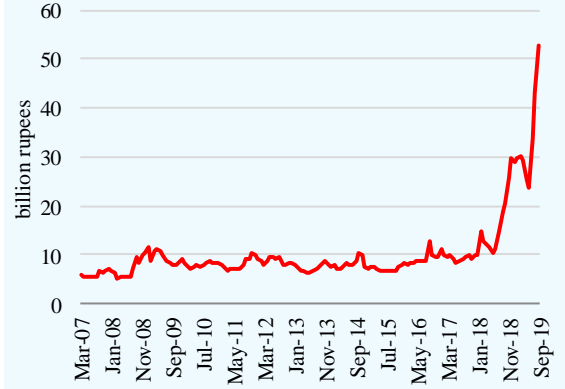


Data source: State Bank of Pakistan

نجی شعبے کے قرضوں کے ملفوف محرکات مجموعی معاشی صورت حال سے ہم آہنگ تھے۔ بینک قرضوں کی بیشتر طلب اشیا سازی کے شعبے سے آتی ہے اور اس شعبے کی سرگرمیوں میں سست روی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مزید بڑھ گئی کیونکہ استحکام کے اقدامات اور ضوابط میں آنے والی تبدیلیوں کا گہرا اثر پڑا تھا۔ خاص طور پر لاگت میں اضافے کے دباؤ اور حاصل بڑھانے کے اقدامات نے کئی اشیا کی قیمت بڑھا دی جس کے سبب صارفین کو پُر تعیش اشیا (جیسے کاریں اور برقی آلات) پر اخراجات

گھٹانے پر مجبور کر دیا۔ اس بنا پر متعلقہ صنعتوں میں تیار شدہ ذخائر بڑھتے گئے اور نقد رقوم کے بہاؤ میں مسائل آئے۔ مزید برآں، تعمیرات کے شعبے میں حالیہ کچھ بہتری سے قطع نظر تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں مجموعی احساسات ماند رہے۔ گذشتہ سال ہی سے فرموں کو پست طلب کا سامنا تھا اور انہوں نے سیالیت کے اپنے مسائل سے ابتدائی طور پر نمٹنے کے لیے مزید لیوراجیہ لیا تاہم اس کے نتیجے

شکل 3.10: کارساز اداروں کے جاری سرمائے کے واجب الادا قرضوں کا رجحان



Data source: State bank of Pakistan

میں ان کے مالکاری اخراجات بڑھ گئے اور شرح سود بھی مسلسل بڑھتی رہی چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس حکمت عملی کو جاری رکھنا ان کے لیے ممکن نہ رہا۔⁴

اس کے نتیجے میں جاری سرمائے کے قرضوں کی مجموعی طلب زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران پست رہی۔ جاری سرمائے کے قرضوں کے لیے بینکوں کو موصول ہونے والی درخواستوں کی تعداد میں سال بسال 6.5 فیصد کمی سے بھی یہ بات ظاہر ہے۔

⁴ یہ وزن اوسط اضافی شرح قرض گاری ستمبر 2019ء میں 13.6 فیصد تک بڑھ گئی جو ستمبر 2018ء میں 8.4 فیصد تھی۔

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء

معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرض گیری بڑھ گئی

زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضے 14.6 ارب روپے بڑھ گئے۔ ٹیکسٹائل اور بجلی کے شعبوں نے سرمایہ جاتی اخراجات کیے جبکہ سیلولر کمپنیوں نے طویل مدتی قرضہ لیا تاکہ جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدیدی فیس ادا کر سکیں۔

جدول 3.7: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو پہلی سہ ماہی میں قرضہ*

بہاؤ ارب روپے میں

مجموعی قرضے		جاری سرمائے کے قرضے**		معینہ سرمایہ کاری	
م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء	م س 19ء	م س 20ء
99.0	-85.4	64.1	-100.0	34.9	14.6
اشیاسازی	50.5	30.2	-46.5	20.3	-4.3
شکر	-21.9	-32.3	-36.9	10.4	-5.9
چاول کی پراسیسنگ	-23.4	-21.6	-23.7	0.3	0.1
ذاتی اور حیواناتی تیل اور چربی	12.1	-12.8	11.8	0.2	-0.5
کھاد	-7.4	-19.2	-2.9	-4.5	-2.7
کافہ اور کاغذ کی مصنوعات	4.1	-4.8	5.1	-1.0	-2.1
برقی آلات	-7.3	-6.2	-9.1	1.9	-3.1
ٹیکسٹائل	29.6	6.6	29.4	0.2	8.6
صاف شدہ پیٹرولیم	20.1	-4.1	22.0	-1.9	-1.1
سینٹ، لائن اور پلاسٹر	17.4	-1.8	6.6	10.8	-3.2
دیگر غذائی اشیا ساز	17.2		15.7		1.5
لوہا اور فولاد	11.3	15.8	8.8	11.9	3.9
موٹر گاڑیاں	9.9	30.7	8.7	29.4	1.3
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	36.1	9.6	35.7	3.8	5.8
تھوک اور خرہ تجارت	-4.9	-42.0	-5.1	-36.8	-5.3
کان کنی اور کوہ کنی	2.0	-5.0	-2.4	-5.8	0.9
تعمیرات	5.7	-17.1	3.6	-19.0	1.9
زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	-2.2	-0.8	0.5	-2.8	-1.3
ریئل اسٹیٹ کی سرگرمیاں	8.4	5.3	5.3	3.1	5.6
نقل و حمل اور ذخیرہ کاری	6.0	4.6	2.2	5.4	-0.8
ٹیلی مواصلات	1.5	24.4	2.7	-0.4	24.8

* م س 19ء اور م س 20ء کے اعداد و شمار کا پوری طرح موازنہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ م س 19ء کی پہلی سہ ماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 3.1 کی بنیاد پر ہیں جبکہ م س 20ء کی پہلی سہ ماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی پر مبنی ہیں۔

** بشمول تجارتی مالکاری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ٹیکسٹائل فرمیں شرح مبادلہ کے تعین کے مارکیٹ پر مبنی نظام سے، جی ایس پی پلس کے تحت یورپی یونین کی منڈی تک رعایتی رسائی سے، اور امریکہ کو چین کی ٹیکسٹائل برآمدات پر حال ہی میں ٹیرف کے نفاذ جیسے سازگار حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی رہیں (باب 5)۔ اس صنعت نے سہ ماہی میں مشینری کی درآمد پر 8.1 ارب روپے خرچ کیے، ان اخراجات کی مالکاری بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کی رعایتی ایل ٹی ایف ایف سے ہوئی۔ سہ ماہی میں لیے گئے مجموعی قرضوں میں ایل ٹی ایف ایف کا حصہ تقریباً 94 فیصد بنتا ہے۔

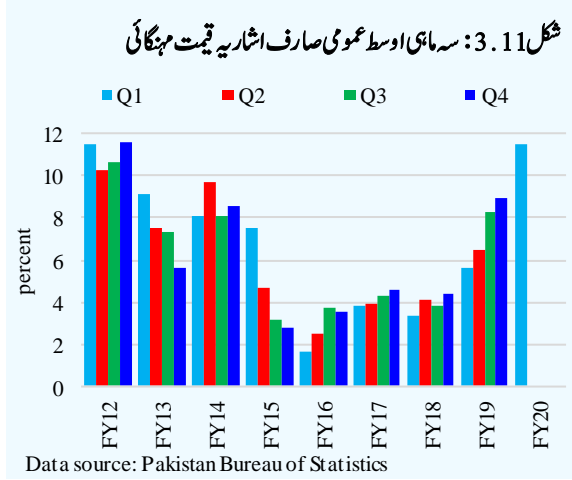
دوسری جانب، بجلی کی ترسیل اور تقسیم کے زمروں میں طویل مدتی قرضوں میں اضافہ دراصل سی پیک سے منسلک اور کولے سے چلنے والے منصوبوں کی طرف سے قرض گیری کی عکاسی کرتا ہے۔ ایک کیس میں اس قرض گیری کا مقصد 660 میگا واٹ کے منصوبے پر کام کی رفتار بڑھانا تھا جو توقع کے مطابق مارچ 2021ء تک کام شروع کر دے گا۔ ایک اور کیس میں ایک بڑی آئی پی پی بجلی کے متعدد منصوبوں میں اپنا جزدان بڑھانے کے عمل سے گزر رہی ہے جس کے سبب سہ ماہی میں اُس کی طویل مدتی مالکاری ضروریات بڑھ گئیں۔

ان دو شعبوں کے علاوہ فولاد کے شعبے میں بھی کچھ سرگرمی دیکھی گئی۔ یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ فولاد سازی کے وہ اہم ادارے جو جنوب میں واقع ہیں ملک کے شمالی علاقے میں اپنے اثرات بڑھانے پر توجہ دے رہے ہیں جبکہ غیر تعمیراتی مثلاً گھریلو ساز و سامان اور کار سازی جیسے شعبوں کی مارکیٹ میں اپنا حصہ بڑھانے کی کوششیں الگ سے جاری ہیں۔ فولاد ساز فرمیں خصوصی سروس سینٹر قائم کر رہی ہیں تاکہ ان زمروں سے ممکنہ طلب حاصل کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض فرمیں خود کو متوازن بنانے، جدت کاری اور متبادل (بی ایم آر) لانے کی سرگرمیوں پر بھی سرمایہ لگا رہی ہیں، جیسے اپنی بھٹیوں کو اپ گریڈ کرنا۔

جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی دیکھی گئی

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی 100.0 ارب روپے رہی جبکہ گذشتہ سال ان قرضوں میں 64.1 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 3.7)۔ قرضوں کی یہ واپسی وسیع البنیاد تھی اور اشیا سازی کے اہم شعبوں مثلاً صاف پیٹرولیم، شکر، چاول کی پراسیسنگ، کھاد، اور ٹیکسٹائل میں دیکھی گئی۔ یہاں اس امر کو اہمیت دینا ضروری ہے کہ ٹیکسٹائل اداروں نے 2.0 ارب روپے کے جاری سرمائے کے قرضے واپس کیے، تاہم اعداد و شمار کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ برآمدی نوعیت کا مال تیار کرنے والی فرموں نے برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت 14.8 ارب روپے قرضہ لیا۔

سہ ماہی کے دوران صرف تین شعبوں یعنی عارضی صارفی مصنوعات، گاڑیاں اور فولاد نے جاری سرمائے کے زیادہ قرضے لیے۔ عارضی صارفی مصنوعات اور فولاد کے معاملے میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت اور کمزور ہوتی ہوئی طلب کے اثرات نے ان شعبوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ سیالیٹ کے خدشات فولاد کے شعبے میں زیادہ شدید تھے کیونکہ ملک میں تعمیرات کی سرگرمیاں ماند تھیں اور فولاد کی فرمیں درآمد



شدہ مہنگے اسکرپ، توانائی کی بلند قیمتوں اور ٹرانسپورٹ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کا (ایکسل لوڈ کی حد کی بنا پر) بوجھ آگے منتقل نہیں کر سکتے تھے۔ مزید برآں، منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ فرموں کو آپریشنل رکاوٹوں کا سامنا تھا کیونکہ ان کے غیر رجسٹرڈ ڈیلروں کو کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کی شرط کے حوالے سے خدشات تھے۔

جہاں تک گاڑیوں کا سوال ہے تو مالی سال 19ء کے

آغاز سے ملکی اسمبلرز ملکی کرنسی کی قدر میں کمی، کار کے کئی ماڈلوں پر ایف ای ڈی کے نفاذ اور پرزوں پر اضافی کسٹم ڈیوٹی کو جواز بناتے ہوئے اپنے نرخ کئی بار بڑھا چکے ہیں۔ تاہم کاروں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے علاوہ قرض گیری اور بڑھتی ہوئی مرمتی لاگت کے باعث بہت سے خریدار گاڑی خریدنے سے باز رہے جس کے سبب ڈیلروں اور اسمبلروں کے پاس تیار شدہ ذخائر میں اضافہ ہوا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ عام طور پر کار اسمبلرز اپنا جاری سرمایہ خود خریداروں کی پیشگی ادائیگی سے پورا کرتے ہیں اور اپنی آپریشنل ضروریات کے لیے بینک سے قرضے پر زیادہ انحصار نہیں کرتے، تاہم تیار شدہ گاڑیوں کے بڑھتے ہوئے ذخائر نے ان کی نقد رقم ختم کر دیں اور مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران انہیں بینکوں سے بھاری قرضہ لینا پڑا (شکل 3.10)۔ کار ساز اداروں کے علاوہ صنعت کے دیگر زمروں مثلاً ٹریکٹر، دو / تین وہیلر اور ٹرک ساز اداروں نے بھی سیالیت کی قلت پر قابو پانے کی غرض سے قلیل مدتی قرضے لیے۔

3.4 مہنگائی

مالی سال 19ء کے آغاز سے صارف اشاریہ قیمت اوسط عمومی مہنگائی تیزی سے بڑھنے کا جو رجحان شروع ہوا تھا وہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.5 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ سطح نہ صرف گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کی مہنگائی سے دگنی ہے بلکہ مالی سال 12ء کی چوتھی سہ ماہی سے اب تک کسی ایک سہ ماہی کی بلند ترین مہنگائی ہے (شکل 3.11)۔ پھیلاؤ کے لحاظ سے مہنگائی میں اضافہ وسیع البتہ تھاکہ مجموعی ایشیا میں سے تقریباً 64 فیصد میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کی نسبت بلند مہنگائی دیکھی گئی۔ نیز، سہ ماہی کے دوران تقریباً 40 فیصد ایشیا کی قیمت میں دو ہندسی مہنگائی ہوئی۔

اگرچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مہنگائی 5 تا 7 فیصد کے وسط مدتی ہدف سے کافی انحراف ظاہر کرتی ہے تاہم یہ غیر متوقع نہیں تھا۔ اول، اواخر مالی سال 19ء میں شرح مبادلہ میں کمی سے یہ متوقع تھا کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کئی ایشیا پر دور ثنائی کے اثرات پڑیں گے۔ دوم، آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) کی طرف سے گیس کے نرخوں میں 168 فیصد تک ہونے والے اضافے کے بعد جولائی 2019ء سے توانائی کی قیمتوں میں اضافہ متوقع تھا۔⁵ اور سوم، محاصل جمع کرنے کی غرض سے مالیاتی یکجائی کے جن اقدامات کا بجٹ 2019-20ء میں اعلان ہوا۔ بشمول ایف ای ڈی کا نفاذ، برآمدی نوعیت کی صنعتوں کے لیے ٹیکس کی رعایتوں کا خاتمہ اور شکر پر کم جی ایس ٹی کا نظام۔ ان سے بھی متوقع تھا کہ متعدد غذائی اور غیر غذائی ایشیا کی خوردہ قیمتیں تیزی سے بڑھ جائیں گی (باکس 3.1)۔

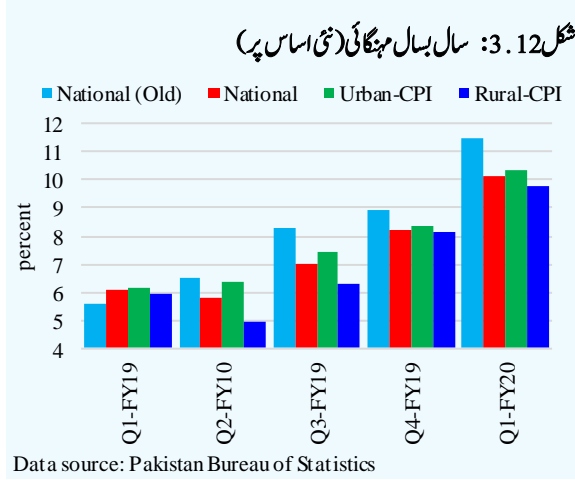
باکس 3.1: برآمدی نوعیت کی صنعتوں میں صفر سیلز ٹیکس نظام ختم کر دیا گیا

برآمدی نوعیت کے پانچ بڑے شعبوں (ٹیکسٹائل، قالین، چمڑا، کھیلوں کے سامان اور آلات جراحی) میں صنعتوں میں صفر سیلز ٹیکس نظام، جو 31 دسمبر 2011ء کو ایس آر او 1125 کے تحت دیا گیا تھا، 29 جون 2019ء کو ایس آر او 1/2019 (I) 694 کے اجراء کے بعد واپس لے لیا گیا۔ حکومت نے برآمدی نوعیت کے ان شعبوں کے خام مال اور مصنوعات پر 17 فیصد جزل سیلز ٹیکس بحال کر دیا۔ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی تیار مصنوعات اور تیار کپڑے کی مکی سپلائی پر بھی جی ایس ٹی بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔

قبل ازیں، ان شعبوں کے صنعتی اداروں کے لیے ان کے خام مال کی 128 ایشیا پر صفر سیلز ٹیکس عائد تھا۔ اس کے علاوہ ایس آر او نے ان شعبوں سے تعلق رکھنے والے رجسٹرڈ ایشیا سازوں کو بجلی اور گیس بھی صفر سیلز ٹیکس پر حاصل کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ مزید برآں، اگر یہ مصنوعات ملکی خوردہ فروشوں یا عام صارف کو فروخت کی جائیں تو 5 فیصد ٹیکس لاگو کیا گیا تھا۔ آخری بات یہ کہ جو رجسٹرڈ افراد ان ایشیا کی مکمل یا جزوی خوردہ فروشی کریں ان کی خوردہ فروخت پر 5 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا گیا تھا اور اسے خام مال پر ٹیکس میں ایڈجسٹ کرنے کا حق حاصل تھا۔

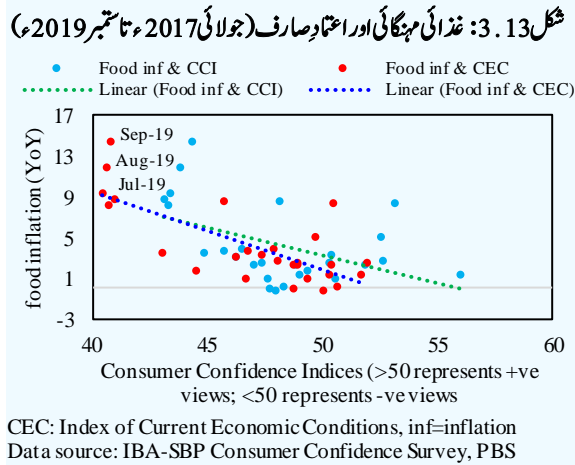
تاہم ٹیکس حکام کے مطابق، ان رعایتوں کو بعض اوقات غلط استعمال کیا گیا۔ خاص طور پر بعض ایشیا ساز اپنی تیار مصنوعات کا بیشتر حصہ برآمد کرنے کے بجائے ملکی منڈی میں فروخت کر دیتے تھے اور اس طرح فوائد حاصل کر رہے تھے۔ نیز، پست شرحیں حکومت کے محاصل جمع کرنے کو بھی متاثر کر رہی تھیں۔ چنانچہ حکومت نے ایس آر او 1125 واپس لے لیا۔

⁵ اوگرا کے اعلامیے بتا رہے ہیں کہ 29 جون 2019ء کے مطابق ماہانہ 201 سے 300 ایم ایم پی ٹی یو گیس استعمال کرنے والے صارفین کے لیے نرخ 168 فیصد تک بڑھا دیے گئے۔ جو صارفین ماہانہ 51 سے 100 اور 101 سے 200 ایم ایم پی ٹی یو گیس استعمال کرتے ہیں ان کے لیے نرخ بالترتیب 136.2 فیصد اور 109.5 فیصد بڑھائے گئے۔ ملک میں گیس کے مجموعی صرف کا نصف سے زائد تناسب ان تین مدارج کے مجموعی صارفین استعمال کرتے ہیں۔



ان اقدامات کے شدید ترین اثرات غذائی گروپ میں نمایاں تھے جو پہلے ہی کئی مسائل سے نبرد آزما تھے مثلاً نقل و حمل کے روز افزوں اخراجات، فصلوں کے نقصانات، محدود علاقائی تجارت، ذخیرہ اندوزی اور اجناس کے بندوبست کے مسائل۔ مہنگائی میں اہم کردار ادا کرنے والا دوسرا شریک توانائی کا گروپ تھا جس میں کم از کم ایک عشرے میں مہنگائی کی بلند ترین سطح درج کی گئی۔ آخر میں، غیر غذائی غیر توانائی کا حصہ کم و بیش گذشتہ سال ہی

کی سطح پر رہا۔ خام مال کی قیمتوں میں مسلسل اضافے (بشمول نقل و حمل کی لاگت)، شرح مبادلہ میں کمی کی منتقلی کے اثرات، اور بالخصوص تعمیراتی سازو سامان اور کپڑے کے معاملے میں محاصل کے لیے اقدامات کے باوجود ایسا ہوا۔ اس سے اس امر کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ملکی طلب کا دباؤ کم کرنے کی خاطر کیے گئے کئی اقتصادی استحکام کے اقدامات (بشمول شرح سود میں اضافہ اور مبادیات کے ساتھ شرح مبادلہ کی مطابقت) بڑی حد تک موثر ثابت ہوئے۔



مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایک اہم پیش رفت پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے صارف اشاریہ قیمت کی نئی اساس کی تکمیل تھی (باکس 3.2)۔ نئی اساس کے تحت سب سے نچلی سطح پر قیمت کی معلومات جمع کرنے میں اگرچہ کچھ وقت لگے گا تاہم ابتدائی تجزیہ بتاتا ہے کہ رجحانات سابقہ اساس کے تحت جمع ہونے والے ڈیٹا ہی کی طرح ہیں۔ مثلاً مہنگائی کی ملکی سطح سال بسال بنیاد پر ستمبر 2019ء میں 11.4 فیصد تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال 5.4 فیصد تھی (شکل 3.12)۔ سابقہ اساس (-2007)

100=08ء) کے معاملے میں (شہروں میں) مہنگائی ستمبر 2019ء میں بڑھ کر 12.6 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ سال 5.1 فیصد تھی۔ جزوار

تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہری علاقوں میں مہنگائی دہی علاقوں کی نسبت زیادہ نمایاں رہی، اور اس کو غذائی مہنگائی نے مہیزدی جو انتہائی تغیر پذیر تھی۔

مہنگائی لانے میں غذا کا حصہ حاوی رہا

مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی میں غذائی مہنگائی تیزی سے بڑھنے کے بعد مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 11.8 فیصد پر آگئی (جدول 3.8)۔ اس اضافے نے صارفین کا اعتماد کمزور کرنے میں اہم کردار ادا کیا (شکل 3.13)۔ ایندھن کے مہنگا ہونے اور ایکسل لوڈ مینجمنٹ پالیسی کے نفاذ کی بنا پر نقل و حمل کے اخراجات بڑھ گئے جن کے وسیع البنیاد اثرات پڑے۔ اس کے علاوہ اس دباؤ کے دیگر اسباب یہ ہو سکتے ہیں:

محاصل بڑھانے کے مالیاتی اقدامات

جیسا کہ پہلے بتایا گیا، بجٹ 20-2019ء میں محاصل کے لیے کیے گئے اقدامات متعدد غذائی اشیاء کی خوردہ قیمتیں نمایاں طور پر بڑھانے کا سبب بنے۔ مثال کے طور پر نظر ثانی کے تحت سگریٹ کی قیمتوں میں اضافے کا بنیادی سبب بجٹ 20-2019ء میں ایف ای ڈی عائد کیا جانا بتایا گیا۔⁶ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی میں صرف سگریٹ کا اپنا حصہ تقریباً 0.7 فیصدی درجے تھا۔

اسی طرح خوردنی تیل اور گھی کی مصنوعات کی خوردہ قیمتوں میں اضافہ بنیادی طور پر ایف ای ڈی کی شرح میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے جو 8.0 فیصد سے 17.0 فیصد کیا گیا۔⁷ خوردنی تیل صاف کرنے کے کارخانے مالی سال 20ء کے آغاز سے پام آئل اور سویا بین کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے ساتھ مطابقت لانے کی تیاری کر رہے تھے۔ پام آئل کی عالمی قیمتیں جون 2019ء کے مقابلے میں ستمبر 2019ء میں 6.8 فیصد زائد تھیں، جبکہ سویا بین کے نرخ ان دو مدتوں کے درمیان 4.3 فیصد بڑھ گئے۔⁸

⁶ اگر ہزار سگریٹوں کے پیک پر مطبوعہ خوردہ قیمت 5960 روپے سے زائد ہو تو اس پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 4500 روپے فی ہزار سگریٹ سے بڑھا کر 5200 روپے فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ اسی طرح، مطبوعہ خوردہ قیمت 5960 روپے سے کم ہو تو ایف ای ڈی 1650 روپے فی ہزار سگریٹ (جن کی قیمت 2925 روپے اور 4500 روپے کے درمیان ہو)، اور (پیک پر مطبوعہ قیمت 2925 روپے سے کم ہو تو) 1250 روپے فی ہزار سگریٹ سے بڑھا کر 1840 روپے فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ ماخذ: ایس آر او 2019/1(1) 608 بتاریخ 29 جون 2019ء۔

⁷ مالی سال 20ء کے بجٹ میں خوردنی تیل / گھی / کلنگ آئل پر ایف ای ڈی کی شرح 17 فیصد تک بڑھانے کی تجویز دی گئی اور خوردنی بیجوں پر ویلیو ایڈیشن ٹیکس اور رعایتی شرحوں کی جگہ ایک روپیہ فی کلو گرام ٹیکس ختم کرنے کو کہا گیا۔

⁸ ڈیٹا ماخذ: آئی ایم ایف

مزید برآں، شکر کی دوہندسی مہنگائی کا جزوی سبب اُس پر سیلز ٹیکس کی شرح میں تیزی سے اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے جو 8 فیصد سے 17 فیصد کیا گیا۔ اس کے علاوہ منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ ملک میں شکر کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے دراصل پورے تقسیمی عمل میں ساز باز کے رویے اور ذخیرہ اندوزی برقرار رہنے کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ منڈی میں طلب و رسد کی صورت حال کے سرکاری تخمینے بھی ان شواہد کو تقویت دیتے ہیں: وزارت صنعت و پیداوار نے تخمینہ لگایا ہے کہ اکتوبر 2019ء کے پہلے ہفتے کے دوران ملک میں چینی کے دستیاب ذخائر 2 ملین ٹن سے زائد ہیں۔ ماہانہ 0.4 ملین ٹن طلب اور یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ متوقع طور پر اگلے ماہ سے کچل کاری کا نیا سیزن شروع ہو گا تو یہ ذخائر کافی معلوم ہوتے ہیں۔

رسد میں تعطل

رسد میں تعطل لانے والے متعدد عوامل کی بنا پر چند تلف پذیر غذائی اشیاء کی قیمتوں پر دباؤ پڑا۔ ان عوامل میں فصلوں کو نقصان، درآمدی غذائی اشیاء پر فرسودگی کے اثرات، اور سبزیوں اور دیگر غذائی اشیاء کی درآمد پر نان ٹیرف رکاوٹیں شامل ہیں۔ بالخصوص اس سال ناسازگار موسم چھوٹی فصلوں کو خاصا نقصان پہنچانے کا سبب بنا۔ چنانچہ درآمدی غذائی اشیاء پر انحصار بڑھ گیا لیکن بلند قیمتوں پر، جو پاکستانی روپے کی قدر کرنے کا اثر تھا۔ مثال کے طور پر دالوں (ماسوائے دال چنا) میں دوہندسی مہنگائی کا سبب پیداوار میں کمی کے ساتھ ساتھ روپے میں درآمدات کی اکائی مالیت 12.2 فیصد بڑھنے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔⁹ مرغی کے گوشت کے معاملے میں بھی روپے کی قدر میں کمی کا اثر مستحکم معلوم ہوتا ہے کیونکہ درآمدی فیڈ کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ منقولی شواہد کے مطابق پولٹری ڈیلرز کچھ عرصے سے مالی نقصانات برداشت کر رہے ہیں کیونکہ وہ فیڈ کے اخراجات کو خردہ قیمتوں پر پوری طرح منتقل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

⁹ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں دالوں کی درآمد 251.8 ہزار میٹرک ٹن رہی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 285.9 ہزار میٹرک ٹن رہی تھی۔

مزید برآں، علاقائی معیشتوں (روایتی رسدکار) میں بھی فصلوں کو نقصانات اور رسدی رکاوٹوں کے سبب ملکی منڈی میں قیمتوں پر دباؤ کم کرنا دشوار ہو گیا۔ مثال کے طور پر سندھ میں شدید بارشوں نے پیاز کی فصل کو بھاری نقصان پہنچایا اور بلوچستان سے پیاز تاخیر سے آئی۔ تاہم بھارت میں بھی، جو خطے میں پیاز پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے، اسی طرح کے نقصانات دیکھے گئے۔ جب بھارت سے رسد کم ہو گئی تو بیشتر خریدار (بشمول پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال) چین سے پیاز درآمد کرنے لگے، چنانچہ طلب میں اچانک اضافہ

جدول 3.8: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور تناسب ہمکنی سرمایہ					
مہنگائی فیصد میں، تناسب فیصدی درجے میں					
مہنگائی		تناسب		وزن	
م 19ء	م 20ء	م 19ء	م 20ء		
11.5	5.6	11.5	5.6	100.0	مجموعی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
4.7	1.1	11.8	2.7	37.5	غذا جس میں سے
0.7	0.0	37.9	0.6	1.4	سگریٹ
0.4	0.2	9.7	3.9	4.2	گندم کا آٹا
0.3	-0.1	34.5	-6.4	1.4	پکین
0.4	-0.2	72.6	-25.0	0.5	پیاز
0.1	-0.1	24.6	-19.8	0.5	آلو
0.3	0.0	33.5	-3.3	1.0	شکر
0.2	-0.1	19.2	-11.3	1.1	دالیں
0.2	0.0	13.6	3.0	2.1	نباتی تھی
6.8	4.5	11.3	7.6	62.5	غیر غذا جس میں سے
0.6	0.5	23.1	25.7	3.0	ابندھن
0.2	0.3	7.4	14.4	2.7	ٹرانسپورٹ خدمات
0.7	0.5	8.2	6.5	7.6	کپڑے اور جوتے
0.3	0.6	6.4	13.7	3.9	تعلیم
0.5	0.3	10.7	6.1	4.2	گھریلو سازوسامان
1.2	1.5	6.2	7.6	21.8	کرایہ مکان
0.1	0.1	8.0	6.7	2.0	تفریح
0.1	0.1	12.3	9.4	0.9	تعمیراتی اشاریہ
0.1	0.1	19.7	10.7	0.7	موٹر گاڑیاں
4.2	4.0	8.0	7.7	53.5	غیر غذائی غیر توانائی

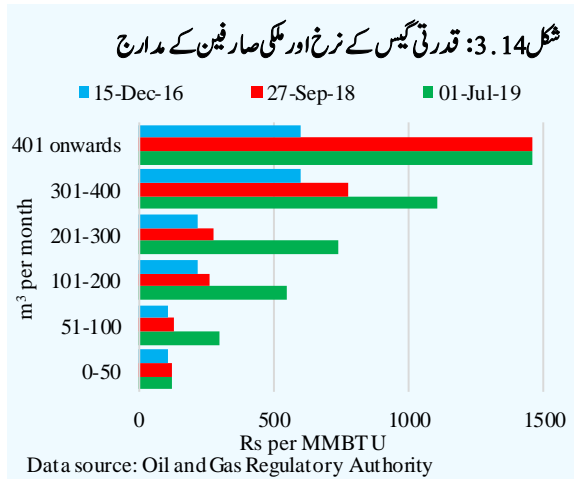
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ہونے سے چین میں بھی پیاز کے نرخ بڑھ گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی قیمتوں میں مجموعی اضافے میں پیاز کی قیمتوں کا حصہ 0.4 فیصدی درجے رہا، اور امکان ہے کہ یہ سلسلہ موسم گرما کی فصل آنے تک برقرار رہے گا۔

نیز، چند غذائی اشیاء کے معاملے میں طلب اور رسد کا فرق درآمدات سے پورا کرنا بھی اس سال اس لیے دشوار تھا کہ ضوابطی پابندیاں (نان ٹیرف رکاوٹیں) عائد تھیں۔ تجارت کی غرض سے غذائی مصنوعات درآمد کرنے والے درآمدی اجازت نامہ اور قابل نفاذ فائٹوسینٹری (phytosanitary) سرٹیفکیٹ کے اجراء میں تاخیر کی شکایت کر رہے تھے کیونکہ ان دستاویزات کے حصول کے بعد ہی وہ آرڈر کر سکتے تھے۔ نیز، درآمد کنندگان کو سرحدوں پر شعبہ قرنطینہ کے عملے کی کمی کے حوالے سے بھی تشویش تھی جو درآمدی اجناس کے ملک میں داخلے کا اجازت نامہ (این اوسی) جاری کر سکے۔ ان مسائل سے ملک میں تازہ سبزیوں کی درآمد خاص طور پر متاثر ہوئی جس کے سبب سہ ماہی کے دوران 11.4 فیصد مہنگائی ہوئی۔

اجناس کا انتظام

گندم کے نرخ مالی سال 19ء کی چوتھی سہ ماہی میں تیزی سے بڑھنے کے بعد مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مزید بڑھے۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے 19-2018ء میں بتایا گیا، یہ اضافہ محض طلب و رسد کے محرکات کے بجائے اجناس کے بندوبست میں دراصل انتظامی کمزوریوں کی عکاسی کرتا ہے۔



اس سال گندم کی اچھی فصل کے باوجود (جو اگرچہ ہدف سے کم تھی) اور گذشتہ برسوں سے برقرار ذخائر کے باوجود خریداری کے سرکاری ادارے گندم (اور اسی لیے آٹے) کی قیمتوں میں مسلسل اضافے پر قابو پانے میں ناکام رہے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم خریدنے والے سرکاری اداروں کو وقتاً فوقتاً ہدایت کی کہ منڈی میں قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے لیے گندم کی کافی مقدار جاری

کریں۔ سہ ماہی کے دوران گندم کی برآمد پر بھی پابندی لگادی گئی تھی۔ تاہم یہ اقدامات قیمت بڑھنے کے رجحان کو غالباً اس لیے نہ روک سکے کہ کھلی منڈی میں ذخیرہ اندوزی کی جارہی تھی۔

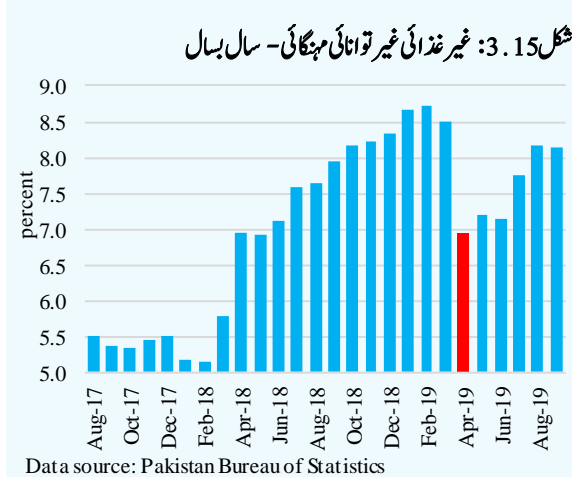
توانائی کی انتظامی مہنگائی میں اضافہ مسلسل جاری رہا حکومت نے توانائی کے شعبے کا خسارہ پائیدار بنیاد پر ختم کرنے کے مقصد سے وابستگی کی خاطر ایندھن کی سرکاری قیمتیں بڑھانے کا عزم کیا تھا تا کہ ان میں قیمت فروخت کی عکاسی ہو۔¹⁰ اس فیصلے نے معیشت میں مہنگائی کے ملفوف دباؤ کو مزید بڑھا دیا چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران توانائی کا اشاریہ بڑھ کر 32.5 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال اس میں صرف 6.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

صرف گیس کی مہنگائی سے، جو توانائی کی مہنگائی میں 59.0 فیصد کی حصہ دار ہے، عمومی مہنگائی میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کا سبب اوگرا کی جانب سے مختلف صارفین کے لیے قدرتی گیس کے نرخوں پر نظر ثانی تھی جو یکم جولائی 2019ء سے لاگو ہوئی (شکل 3.14)۔ اس اقدام کا مقصد گیس کے شعبے میں ابھر آنے والے خسارے کو حل کرنا تھا جس کا بیشتر سبب ٹیرف کے اعلائیے میں تاخیر اور بڑھتے ہوئے ٹیکنیکل نقصانات ہیں۔ مزید برآں، اوگرا ایکٹ میں بعض ترامیم متوقع ہیں جن کا مقصد عام صارفین کے لیے نرخوں کے باقاعدہ اور بروقت اعلائیے کو یقینی بنانا ہے۔

زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران موٹر ایندھن کے نرخ 23.1 فیصد بڑھ گئے تاہم اس زمرے میں مہنگائی گذشتہ سال کے مقابلے میں کسی حد تک محدود رہی کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں استحکام تھا۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بجلی کی مہنگائی میں 11.3 فیصد اضافہ دیکھا گیا جس میں بڑا حصہ 300 پونٹ سے زائد بجلی استعمال کرنے والوں کے لیے قیمتوں میں بھاری اضافے کا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت ان اقدامات کے ذریعے بجلی کے شعبے میں قیمتوں کا ڈھانچہ بہتر بنانا چاہتی ہے: موثر نرخوں کو نیبر کے متعین کردہ نرخوں سے ہم آہنگ بنانا، نرخوں کے اعلان میں تاخیر کو ختم کرنا یا کم سے کم کرنا، حکومت کی طرف سے دی جانے والی مضمحل (implicit) ذرائع کا مناسب حساب کتاب لگانا، اور ٹیکنیکی اور تقسیمی نقصانات کم سے کم کرنا۔ حکومت نے گردشی قرضے کا بہاؤ سہ ماہی کے دوران نمایاں طور پر پہلے ہی کم کر دیا ہے، اور توقع ہے کہ وہ بجلی کے شعبے کے واجبات بڑھانے والے تمام بڑے ذرائع سے نمٹنے کے لیے ضروری اقدامات کرے گی۔

¹⁰ اس شعبے کو ہدایت کی گئی تھی کہ قیمت بندی کا ایک جامع طریقہ بنائے جس میں لاگوں کی عکاسی ہوتی ہو تاکہ گردشی قرضہ اکٹھا ہونے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔



قوزی مہنگائی کا حصہ برقرار رہا غیر غذائی غیر توانائی جز میں مہنگائی کا دباؤ سال بسال بنیاد پر اپریل 2019ء میں کم ہونا شروع ہوا (شکل 3.15)۔ تاہم بجٹ کے اقدامات پر عمل درآمد، مثلاً کئی ایشیا پر براہ راست ٹیکسوں کا نفاذ، سے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ گئی۔

مثال کے طور پر تعمیرات کے خام مال (سیمنٹ اور فولاد) کے معاملے میں مہنگائی کو توانائی کے نرخوں

میں اضافے کے ساتھ ساتھ ایف ای ڈی میں اضافے سے منتقل ہونے والے اثرات کہا جاسکتا ہے۔¹¹ اسی طرح موٹر گاڑیوں کی قیمتیں (صارف اشاریہ قیمت مہنگائی باسکٹ میں) سہ ماہی کے دوران 19.7 فیصد بڑھ گئیں جس کا جواز ملکی اسمبلرز نے کاروں پر ایف ای ڈی کے نفاذ، اضافی کسٹمز ڈیوٹیوں میں 2 سے 7 فیصد اضافے، اور روپے کی قدر میں کمی کے تاخیر سے پڑنے والے اثرات کو قرار دیا۔¹² کپڑوں اور ٹیکسٹائل کے معاملے میں بھی اس شعبے سے صفر سیلز ٹیکس کے دور کے خاتمے کو قیمتیں بڑھنے کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔¹³

باسکٹ 3.2: قیمت کے اشاریوں کی نئی اساس کا تعین

پاکستان دفتر شاریات نے اگست 2019ء سے قیمت کے اشاریوں کا ایک نیا مجموعہ شائع کرنا شروع کیا جس میں مالی سال 16ء کو سال اساس رکھا گیا۔ نئی باسکٹ میں صارفنی ایشیا کے اوزان فیملی بجٹ سروے (ایف بی ایس) سے ماخوذ ہیں جو ادارے نے مالی سال 16ء میں کیا تھا، جبکہ صرف کی تفصیلات گھرانوں کے مربوط اقتصادی سروے (ایچ آئی ای ایس) سے لی گئی ہیں۔ نئے اساسی اعداد و شمار کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

¹¹ فولاد کے شعبے کے لیے ٹیکس نظام کو سادہ بنانے کے لیے فولاد کی سلاخوں، ڈلوں، سریوں، بحری جہازوں کی پلیٹیوں اور دیگر اشکال کے فولاد پر 17 فیصد ایف ای ڈی (سیلز ٹیکس کی صورت میں) نافذ کی گئی۔ قبل ازیں فولاد کے شعبے پر معینہ سیلز ٹیکس نافذ تھا۔ درآمدی اسکرپ پر 5600 روپے فی میٹرک ٹن سیلز ٹیکس عائد تھا جبکہ جہاز شکنی سے حاصل کردہ بحری جہازوں کی پلیٹیوں پر سیلز ٹیکس 9300 روپے فی میٹرک ٹن تھا۔ اس کے برعکس جہاز شکن ادارے توڑنے کے لیے جو جہاز درآمد کرتے تھے وہ سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے تھے۔ نیز، قبائلی علاقوں کی فولاد کی صنعت بھی سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ تھی۔ جبکہ قبل ازیں سینٹ پر ایف ای ڈی ڈیزل روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 2 روپے فی کلوگرام کر دی گئی۔

¹² مندرجہ ذیل مدارج پر ایف ای ڈی متعارف کرائی گئیں: صفر سے ہزار سی سی تک کاروں پر 2.5 فیصد، ایک ہزار ایک سی سی سے 2000 سی سی تک کاروں پر 5 فیصد، اور 2000 سی سی سے زائد کاروں پر 7.5 فیصد۔

¹³ حکومت نے برآمدی نوعیت کے شعبوں یعنی ٹیکسٹائل، چمچہ، قالین، کھیلوں کا سامان اور آلات جراحی کے خام مال اور مصنوعات پر 17 فیصد جی ایس ٹی بحال کر دیا۔ ٹیکسٹائل چمچے کی تیار ایشیا کی ملکی رسد پر جی ایس ٹی کی شرح بھی بڑھا کر 17 فیصد کر دی گئی۔

جدول 3.2.2: صارف اشاریہ قیمت کے اہم اشاریے			جدول 3.2.1: نئی اور پرانی اساس کا موازنہ		
نیا	پرانا		اساس کا سال 2007-08ء	اساس کا سال 2015-16ء	
100.0	100.0	عمومی (مجموعی)			
34.6	34.8	1 غذا اور نان الکل مشروبات			
1.0	1.4	2 الکل مشروبات، تمباکو			
8.6	7.6	3 کپڑے اور جوتے			
23.6	29.4	4 مکان، پانی، گیس اور دیگر ایندھن			
4.1	4.2	5 تیار شدہ گھریلو آلات، مرمت وغیرہ			
2.8	2.2	6 صحت			
5.9	7.2	7 ٹرانسپورٹ			
2.2	3.2	8 مواصلات			
1.6	2.0	9 تفریح اور ثقافت			
3.8	3.9	10 تعلیم			
6.9	1.2	11 ریسٹوران، ہوٹل			
4.9	2.8	12 متفرق مصنوعات اور خدمات			

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

- پاکستان دفتر شماریات نے پہلی بار دیہی صارف اشاریہ قیمت (آر سی پی آئی) اور شہری صارف اشاریہ قیمت (یوسی پی آئی) متعارف کرائے۔
- قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) بھی متعارف کرایا گیا (جس کی بنیاد آر سی پی آئی اور یوسی پی آئی کی بہ وزن اوسط ہیں)۔
- اقوام متحدہ کی تیار کردہ اسکیم "انفرادی صرف کی درجہ بندی بلحاظ مقصد" (Classification of Individual Consumption According to Purpose) کے تحت صارف اشاریہ قیمت کی نئی باسکٹ میں اجناس 12 گروپوں میں درجہ بندی کی گئی ہیں۔
- ایشیا کی مجموعی تعداد نئی اساس میں کم کر دی گئی ہے۔ چند نئی ایشیا کی شمولیت کے باوجود ایسا کیا گیا ہے (جدول 3.2.1)۔
- شہری علاقوں کی تعداد بھی کم کر دی گئی ہے۔ جہلم، وزیر آباد، مظفر گڑھ، مٹھی اور مردان کو سروے کے نمونے سے نکال دیا گیا ہے۔
- نئی باسکٹ میں چند زمروں میں اوزان کو نمایاں طور پر تبدیل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہوٹل اور ریسٹوران کے وزن میں اضافے کی بنا پر غذائی گروپ کا مجموعی وزن بڑھا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف مکاناتی گروپ کے وزن میں نمایاں کمی کی گئی ہے (جدول 3.2.2)۔
- شہری اور دیہی باسکٹوں کو مختلف اوزان تفویض کیے گئے ہیں (جدول 3.2.3)۔
- بین الاقوامی روایات کے مطابق نئے اشاریوں کا تخمینہ قیمتوں کی بہ وزن جیومیٹرک اوسط کی بنیاد پر لگایا گیا، سابقہ اساس کے تخمینے میں ریاضیاتی

جدول 3.2.3: شہری اور دیہی اشیاء		
اوزان		
دیہی (89 اشاریے)	شہری (94 اشاریے)	
40.87	30.42	1 غذا اور نان اکمل مشروبات
1.28	0.85	2 اکمل مشروبات، تمباکو
9.48	8.01	3 کپڑے اور جوتے
18.49	27.03	4 مکان، پانی، بجلی، گیس
8.61	19.26	کرایہ مکان
	1.08	گیس پر اخراجات
4.1	4.09	5 فرنیچر اور گھریلو آلات
	0.03	تالین
	0.77	گھریلو ملازمین
3.51	2.31	6 صحت
	0.01	معالجاتی سازوسامان اور آلات
5.56	6.14	7 ٹرانسپورٹ
1.99	2.35	8 مواصلات
1.38	1.73	9 تفریح اور ثقافت
2.13	4.88	10 تعلیم
6.19	7.41	11 ریستوران اور ہوٹل
5.02	4.77	12 متفرق ایشیا اور خدمات

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اوسط استعمال کی جاتی تھی۔^{14، 15}

- آمدنی کے کونٹراکٹ کے بجائے صرف کے کونٹراکٹ متعارف کرائے گئے ہیں، کیونکہ آمدنی کی معلومات صارفین سے حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔
- صارف کے وزن کے لحاظ سے طرز فکر متعارف کرایا گیا ہے تاکہ گیس کی قیمتیں اور بجلی کے نرخوں کا تخمینہ لگایا جاسکے۔
- پاکستان دفتر شماریات کی تاریخ میں پہلی بار (اینڈرانڈ میں) برقی ڈیٹا حصول (Electronic data collection) متعارف کرایا گیا ہے۔

¹⁴ پرانے طریقے میں کسی مارکیٹ میں کسی ایک جنس کے چار جگہ سے نرخ معلوم کیے جاتے تھے اور پھر ان کی سادہ اوسط نکالی جاتی تھی۔ اب، شہری علاقوں سے 3 نرخ اور دیہی علاقوں سے 2 نرخ معلوم کیے جاتے ہیں تاکہ جیومیٹرک اوسط نکالی جاسکے۔

¹⁵ جیومیٹرک اوسط معاشی لحاظ سے صارفین کے متبادل رویے کو نسبتاً بہتر طریقے سے معلوم کرتا ہے۔ جب صارفین کو کسی چیز کی قیمت زیادہ معلوم ہوتی ہے تو وہ نسبتاً کم قیمت کی اشیاء خدمات پر رقم خرچ کر کے زیادہ اخراجات کے اثر سے خود کو کسی حد تک محفوظ بنالیتے ہیں (کیونکہ وہی ڈالٹن، جان ایس گرین لیس، اور کینتھ جے اسٹیورٹ (1998ء)، جیومیٹرک اوسط کے فارمولہ کو صارف اشیاء قیمت میں شامل کرنا، ماہانہ لیبر ریویو، یو ایس بیورو آف لیبر اسٹیٹسٹکس)۔